

## صلیبی جنگیں اور جہاد: برنا روڈیوس کے نقطہ نظر کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد رفیق\*

حافظ محمد سعید احمد عاطف\*\*

It is fact that the orientalists could not get any serious success in their herious aims even by inserting their best efforts, but still, they are busy constantly conspiring against Islam and the Islamic world. Especially, the orientalists are criticising "Jihad" by different ways because they think that the Muslim world is on the way to occupy the whole world through "Armed Jihad". The same has been opined by Bernard Lewis. To him, "Jihad" is only the name of an "Armed Struggle", whereas, "Crusade" has been sewing the humanity. Instead of war and bloodshed. Here the self-deceptive thoughts of Bernard Lewis have been analysed and humble scenario of the crulities of crusade forces has been presented in the same background and current age. In fact, millions of innocent common masses including women and children were killed by fatal weapons. In this regard, not only the international human rights have been violated, but also, a number of Islamic States were involved in blood-shed, hatred, murder and terrorism by force. On its contrary, no aggressive step has been taken against any religion, civilization, state or minority by any Islamic state and it is only due to Islamic teaching and values. Despite all this, it is quite irrational and strange that Jihad is being criticised and inhuman crusade passions are encouraged and appreciated. So to pen off, it can be said without any doubt that crusade armed forces are constantly busy to demolish the Islamic world even today like the past.

"The Crisis" کے معروف متن برنا روڈیوس (Bernard Lewis) نے اپنی کتاب

"The House of Islam Holy War and Unholy Terror"

"War" میں اسلام کے نظریہ جہاد کو عصری صورتحال کے حوالے سے موضوع بحث بنایا ہے اور لکھا ہے کہ مسلمانوں کی چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ کی محفوظ تاریخ میں جہاد کو عموماً فاعل یا مسلم قوت کی ترقی کیلئے "مسلح

\* پیغمبر ا، گورنمنٹ اسلامیہ کالج روڈ لاہور۔

\*\* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

"جدوجہد" کے معنوں میں لیا گیا ہے نیز اسلامی روایت میں دنیا و حصوں میں منقسم ہے۔ اول: دارالسلام، جس میں مسلمان حکمران ہوتے ہیں اور مسلم قانون رائج ہوتا ہے۔ دوم: دارالحرب جو باقی دنیا ہے جس میں کافر رہتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ کہ حکومت کرتے ہیں۔ تصور یہ ہے کہ جہاد کا فریضہ اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک ساری دنیا یا تو مسلمان نہیں ہو جاتی یا مسلم حکمرانی کو قبول نہیں کر لیتی۔ جو لوگ جہاد میں حصہ لیتے ہیں انہیں دنیا و آخرت میں انعام و اکرام ملتا ہے۔

"For most of fourteen centuries of recorded Muslim history, jihad was most commonly interpreted to mean amred struggle for the defense or advancement of Muslim power. In Muslim tradition, the world is divided into two houses: the House of Islam (Dar al-Islam), in which Muslim governments rule and Muslim law prevails, and the House of War (Dar al-Harb), the rest of the world,

still inhabited and, more important, ruled by infidels. The presumption is that the duty of jihad will continue, interrupted only by truces, until all the world either adopts the Muslim faith or submits to Muslim rule. Those who fight in the jihad qualify for rewards in both worlds—booty in this one, paradise in the next".(1)

در اصل برناڑیوں نے جہاد کو عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عصر حاضر تک عسکری مفہوم میں دکھانے کی بھرپور سعی کی ہے جبکہ کروسیڈ کے عسکری مفہوم کو وہ تاریخ کا حصہ گردانتا ہے اور عصر حاضر میں کروسیڈ کو فالجی سرگرمیوں کے عنوان سے تعبیر کرتا ہے۔

لہذا برناڑیوں نے جہاد اور صلیبی جنگوں میں بڑا فرق کیا ہے کہ جہاد اسلامی تاریخ کی ابتداء سے موجود رہا ہے اور موجودہ زمانے تک اس کی کشش برقرار رہے جبکہ کروسیڈ (Crusade) اصل میں عیسائیت کیلئے مقدس جنگ کے معانی کا حامل ہے۔ تاہم عیسائی دنیا میں یہ لفظ طویل عرصے سے ان معانی کو ہوچکا ہے اور اسے نیک مقصد کیلئے اخلاقی جدو جہد کے عمومی مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص ماحول کیلئے صاف پانی کے لیے، بہتر سماجی خدمات کے لیے، عورتوں کے حقوق کے لیے اور دیگر ہمہ اقسام مقاصد کے لیے ایک کروسیڈ شروع کر سکتا ہے۔ آج جس ایک مفہوم میں لفظ کروسیڈ استعمال نہیں کیا جاتا ہے وہ حقیقی مذہبی مفہوم ہے۔ خود جہاد کو بھی مختلف قسم کے مقامیں میں استعمال کیا جاتا ہے تاہم کروسیڈ کے برعکس یہ اب بھی اپنے اصل

بنیادی معانی کا حامل ہے۔

"Jihad is present from the beginning of Islamic history \_\_\_ in scripture, in the life of the Prophet, and in the actions of his companions and immediate successors. It has continued throughout Islamic history and retains its appeal to the present day".(۲)

برنا روڈیوس نے کروسیڈ کی نقی تعبیر ان الفاظ میں کی ہے:

"The word crusade derives of course from the cross and originally denoted a holy war for Christianity. But in the Christian world it has long since lost that meaning and is used in the general sense of a morally driven campaign for a good cause. One may wage a crusade for the environment, for clean water, for better social services, for women's rights, and for a whole range of other causes. The one context in which the word crusade is not used nowadays is precisely the original religious one. Jihad too is used in a variety of senses, but unlike crusade it has retained its original, primary meaning".(۳)

### کیرن آرم سٹرائگ کی رائے:

چونکہ مشترقین ایک دوسرے کے دست و بازو ہیں لہذا وہ کتنے ہی اعتدال پسند کیوں نہ ہوں ایک دوسرے کے موقف کی تائید کرتے دکھائی دیتے ہیں چاہے حالات و واقعات ان کے خیالات کی کلی نقی ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔ اس لیے کیرن آرم سٹرائگ نے بھی لفظ "کروسیڈ" کو ماضی کی ظالمانہ روشن قرار دیا ہے جس میں بڑی تعداد میں مسلمانوں اور یہودیوں کو تہذیق کیا گیا لیکن ساتھ ہی اسے ایک ثابت مفہوم میں استعمال کیا ہے جیسے غربت یا نا انسانی کے خلاف صلیبی جنگ لڑنا وغیرہ۔ وہ لکھتی ہیں:

"Until relatively recently I was myself rather confused the Crusade.... I was also aware that the Crusaders committed violent atrocities against many thousands of innocent Muslims and Jews and this seemed wicked and perverse. Yet I also noticed how frequently we used the word "Crusade" in a positive context. We often talk about Crusade against poverty or injustice.... We would all condemn the cruelty of the Crusaders out of hand but paradoxically we call campaign of principle a "Crusade".(۴)

یہ ممکن ہے کہ لفظ کروسیڈ کو غربت اور نا انسانی وغیرہ کے خلاف جنگ کا نام دیکھا رہا ہے ثابت انداز میں بھی

استعمال کیا جاتا ہو لیکن یہ بھی اٹل حقیقت ہے کہ لفظ "Crusade" آج بھی اہل اسلام کے خلاف مقدس جنگوں کے لیے مستعمل ہے اور عیسائیت کا جتنی جنون عصرِ جدید میں بھی اُسی طرح زندہ ہے جیسا کہ صلیبی جنگوں کے عہد میں تھا۔ چنانچہ ۹/۱۱ کے المناک واقعہ کے بعد امریکی صدر نے کرو سیڈ کا باضابطہ اعلان کیا جسے کیرن آرم سٹرائلنگ جسی مسٹرشرق نے بھی بدقتی سے تعبیر کیا:

"On September 11, 2001, in an attack that changed the world forever, ... president George W. Bush explained that this would not be a war against Islam.... But it was perhaps unfortunate that he called his riposte a Crusade". (۵)

لہذا برناڑیوں کا یہ کہنا کہ کرو سیڈ اب مقدس جنگ کے معانی میں مستعمل نہیں رہا، سراسر جھوٹ اور خود فرمی پرمنی ہے۔ مغرب کی اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل اسلام سے عداوت کا اس سے برا اثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ ۹/۱۱ کے واقعہ کو فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عسکری زندگی سے جوڑنے کی مزموں سعی بھی کی گئی تشدی و جاریت کو آپ سے منسوب کر کے مغربی میڈیا پر آپ گو جنگ کا زبردست حامی بنایا کر پیش کیا گیا۔

"Since the destruction of the World Trade Center on September 11, 2001, members of the Christian Right in the United States and some sectors of the Western media have continued this tradition of hostility that Muhammad was irredeemably addicted to war. Some have gone so far as to claim that he was a terrorist and a pedophile". (۶)

مغرب کا یہ معاندانہ پروپیگنڈا ان کی فکرِ عیار کا عکس ہے لیکن اس قسم کا ناروا طرزِ عمل صحجو افراد کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے اسی بناء پر مسٹرشرق کیرن آرم سٹرائلنگ نے عیسائی انتہا پسندوں کے ان منقی خیالات کو پسند نہیں کیا بلکہ مغرب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کی قدر افزائی کی دعوت دی ہے لیکن صلیبی جنگوں کے نفع سملے پر تقصیب کا مظاہرہ کیا ہے:

"We can no longer afford to indulge this type of bigotry, because it is a gift to extremists who can use such statement to "prove" that the Western World is indeed engaged on a new Crusade against the Islamic World. Muhammad was not a man of violence. We must approach his life in a balanced way, in order to appreciate his considerable achievements. To cultivate an inaccurate prejudice damages the tolerance, liberality, and

compassion that are supposed the characterize Western culture". (7.i)

یقیناً یہ متوازن فکر ہے لیکن مغرب کی اکثریت اس فکر کی حامی نہیں کیونکہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سب سے بڑا حرف سمجھتے ہیں اس لیے وہ اہل اسلام کے خلاف جارحانہ طرز عمل اختیار کیے ہوئے ہیں۔

### اہل مغرب کی جارحیت:

مغرب کی اسلام سے عداوت اور اس کے خلاف ریشہ دنیاں عصر حاضر میں عروج پر دھائی دیتی ہیں کیونکہ کمیوزم کی شکست کے بعد سموئیل پی ہننگٹن اور برناڑیوس ہیے مستشرقین نے مغرب کو "تہذیب کے تصادم" جیسے نظریات کے ذریعے سے پھر اسلام کے خلاف براجحتہ کیا اور اسلام کو ایک دشمن تہذیب کے طور پر مغرب کے مقابل پیش کیا۔

The underlying problem for the West is not Islamic fundamentalism. It is a Islam, a different civilization whose people are convinced of the superiority of their culture. (7.ii)

جس کے نتیجے میں عالم اسلام کے گرد دہشت گردی کے نام پر شکنخہ کرنے کے لیے 9/11 کی منصوبہ بندی کی گئی اور بلا جواز متعدد اسلامی ممالک کی یکے بعد دیگرے اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے دہشت گردی کے واقعات کو امریکہ کی قیادت نے اپنے عالمی عزم کے حصول کیلئے کامل عیاری کے ساتھ استعمال کیا۔ القاعدہ اور اسامہ بن لاون ایک گھناؤنی استعماری جنگ کا عنوان بن گئے۔ جس فوجداری جنم کا ارتکاب کرنے والوں میں افغانستان سے کوئی ایک فرد بھی شریک نہ تھا اور جس کی منصوبہ بندی جمنی کے شہر ہم برک اور خود امریکہ میں ہوئی، اس کو بہانہ بنا کر افغانستان پر حملہ کیا گیا، پاکستان کو دھمکیاں دے کر اپنا آلمہ کار بنایا گیا اور پھر عراق پر فوج کشی کی گئی اور پوری دنیا کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر ایک عالمی، یہجان اور لاقانونیت میں بٹلا کر کے عملاً میدان جنگ بنادیا گیا۔ (۸)

جگہ 9/11 کے متعلق جو شکوہ و شہادت پائے جاتے تھے کہ یہ خود امریکہ اور یہودی لائبی کا تیار کردہ منصوبہ ہے اس کی تصدیق دیگر ذرا لئے کے علاوہ خود سابق امریکی صدر تی امیدوار "رون پال" نے بھی کی 26 اپریل 2013ء کو ایک امریکی اخبار کو انزویو میں اکشاف کیا کہ نائن الیون ہیلے اسرائیل کی کارروائی تھی۔

انسانیت سوز واقعہ میں موساد کے ملوث ہونے کے کئی شواہد موجود ہیں انہوں نے کہا کہ 9/11 حملوں کے حوالے سے اب کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ حملے امریکہ کی اندر وی فوج کی اسرائیلی بیرونی کارروائی ہے اب تک ملنے والے تمام شواہد سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد نے یہودی لاپی کے ساتھ مل کر یہ کارروائی کی۔ (۹)

چنانچہ امریکہ جو بھی دعویٰ کرے اور مغربی مفادات کا محافظہ میدیا جو بھی گل افشا نیاں کرے، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ افغانستان پر امریکا کی فوج کشی بین الاقوامی قانون، اصول سیاست اور اخلاقی اقدار و ضوابط ہر ایک کے اعتبار سے ایک استعماری اور جارحانہ اقدام تھا۔ ایک ایسا بین الاقوامی جم جو ہر اعتبار ناقابل قبول تھا اور رہے گا۔

اس جنگ کے نتیجے میں اگر ایک طرف بین الاقوامی اصول عدل و انصاف، غیبوا کنوش اور اخلاقی اقدار و ضوابط کا خون ہوا ہے تو دوسری طرف تین ہزار انسانوں کے خون کا بدله لینے کے لیے افغانستان اور عراق میں لاکھوں معصوم افراد کو بے جمی کے ساتھ ہلاک کیا جا چکا ہے۔ لاکھوں بے گھر ہوئے ہیں اور کم از کم دو ملک بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔ لیکن امریکہ و یورپ کی انتقام کی آگ ابھی تھنڈی نہیں ہوئی کیونکہ وہ ہر صورت میں واضح فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب صلیبی جنگوں کے نام پر کیا جا رہا ہے جس کا آغاز پوپ اربن دوم نے ۱۰۹۵ء میں پہلی صلیبی جنگ کا اعلان کر کے کیا۔ نائن الیون کا واقعہ بھی اسی جنگ کا حصہ ہے۔ اس بات کا اعتراض را ہبہ مستشرقہ کیرن آرم سٹرائنگ نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں کیا ہے:

"It is now over a millennium since pope urban II called the first crusade in 1095. But the hasted and suspicion that his expedition unleashed still reverberates, never more so than on September 11, 2001 and during the terrible days that followed. It is tragic that our holy wars continue." (۱۰)

درحقیقت مغرب صلیبی جنگوں میں شکست کو جلانہیں سکا اور آج جب کے وہ دنیا میں ایک طاقتور بلاک بن چکا ہے تو پھر سے اہل اسلام کے خلاف مجاز قائم کر کے بدله چکانے کی سعی میں مصروف ہیں جسے برنا روڈیوں خدمتِ انسانی سے تعبیر کر رہے ہیں۔

**افغانستان میں غیر مسلم رہائی تنظیموں کی سرگرمیاں:**

صلیبی جنگوں کا نیا سلسلہ اسلام دشمنی کا کھلاشتہ ہے یہ کیسی انسانی حقوق کی صلیبی جنگیں ہیں کہ جس

میں افغانستان کے نہتے عوام پر ہر قسم کے اسلحہ و بارود کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ کارپٹ بمباری کے نتیجے میں بے شمار مالی و جسمانی نقصان ہوا۔ لاکھوں افراد خوراک اور ادویات کے سخت حاجت مند تھے جس کے لیے مسلم فلاجی تنظیموں نے افغانستان میں اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے نیٹ و رک قائم کیا لیکن صد افسوس کہ جنگ کی بربادی کے بعد صلیبی افواج اور ممالک نے اس سے بھی بڑا ظلم یا مسلم فلاجی تنظیموں (NGOs) کو نہ صرف اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی مدد سے ہر ممکن روکنے کی سعی کی بلکہ ان کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کر کے ان پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔

درحقیقت یہ سب بڑی منظم پلانگ کے تحت کام ہوا کیونکہ جوں ہی اسلامی رفاهی اداروں کے پیچھے ہٹنے سے خلا پیدا ہوا فوراً غیر اسلامی تنظیمیں اس خلا کو پُر کرنے آپنچیں جن کے خاص مزموں مقاصد تھے جن کو ڈاکٹر ایم۔ اے سلووی نے یوں بیان کیا ہے:

اسلامی رفاهی اداروں کے خلاف میدیا مہم اور عملی مہم چلائے جانے کی وجہ سے کارخیر کے کاموں میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ غیر مسلم رفاهی تنظیموں میں سے عیسائی مشتریاں اس خلا کو پر کرنے کیلئے بھاگ آپنچیں اور مسلمانوں کو مرتد کرنے کے اقدامات کے علاوہ یتیم بچوں کو اپنے نہب کی تعلیم دینی شروع کر دی، انہوں نے میدان کھلا پا کر افغانستان کا نہ ہی تفہیم ہی بگاڑ دیا ہے۔

ایک تعلیم یافتہ افغان خاتون نے عربی اخبار "الشرق الاوسط" کو بتایا کہ معاملہ غلام اور مکومی کے طوق ڈالنے سے بہت آگے جا چکا ہے۔ غیر مسلم امدادی تنظیمیں مسلمانوں کے یتیم بچوں کا نہب تبدیل کرانے کیلئے انہیں عیسائی خاندانوں کی تحویل و تبنيت (Adoption) میں دے دیتی ہیں اور یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ (۱۱)

یہ بات انتہائی تجویز انجیز ہے کہ مسلم فلاجی تنظیموں کے حوالے سے اقوام متحده کا دو ہر اک دار بھی واضح ہو گیا کہ جس نے اس ظلم و ستم میں صلیبیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔

افغانستان کی جنگ نے امریکہ کے نئے عالمی نظام کی اصل حقیقت کو عریاں کر دیا ہے اور لگے ہاتھوں نام نہاد بین الاقوامی قانون، انسانی حقوق اور بین الاقوامی تنظیموں کا پردہ بھی چاک کر دیا ہے۔ اقوام عالم اسلامی رفاهی تنظیموں کے ساتھ روا رکھی گئی نا انصافیوں کے خلاف مضبوط موقف اختیار کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ اگر وہ کوئی موقف اختیار کر لیتیں تو وہ بین الاقوامی قوانین کے عین مطابق ہوتا۔ فرانسیسی اخبار "لبریشن" 15 فروری 2002ء کے پیری ہزان (Pierre Hazan) کے مطابق:

"امریکہ میں الاقوامی انصاف کے ساتھ ایک سپر مارکیٹ کا ساسلوک کرتا ہے، جب تک وہ اس کے مفاد کے مطابق ہوتا ہے، اسے استعمال کرتا ہے۔ اس نے اپنی جمہوری اقدار، اپنے انصاف اور اپنے اصول ہائے مساوات کے معاملات میں ایسی شکست کبھی نہیں کھائی جیسی اس نے 11 ستمبر 2001ء کے بعد کھائی۔"

### عراق پر جارحیت:

یہ امر انہائی افسوس ناک ہے کہ انسانی حقوق کی علمدار پوری مغربی دنیا تمدھ ہو کر اسلامی دنیا کے خلاف عسکری مجازوں پر سرگرم ہوچکی ہے لہذا افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد عراق کو ٹارگٹ بنایا گیا اور بہانہ یہ تراش آگیا کہ عراق کے پاس تباہی پھیلانے والے اسلحہ کے بڑے ذخائر (WMD) موجود ہیں۔ نیز عراقی صدر صدام حسین کا القاعدہ سے رابط جوڑا گیا جس کی وجہ سے عراق پر حملہ ناگزیر ہو گیا۔ جبکہ اس وقت کے CIA کے ڈائریکٹر جارج ٹینٹ نے واضح الفاظ میں ان الزمات کا رد کیا۔ وہ لکھتے ہیں مارچ ۲۰۰۳ء کی صبح میں نے صدر (جارج ڈبلیو بیش) سے کہا:

"مسٹر پریز ٹینٹ! نائب صدر (ڈک چینی) عراق اور القاعدہ کے حوالے سے ایسی تقریر کرنا چاہتے ہیں جو کہ امثلی جنیں کے ظاہر کردہ حقائق سے ماوراء ہے ہم اس تقریر کی تائید نہیں کر سکتے۔ اسے روک دینا چاہیے۔۔۔ میں دوبارہ کہتا ہوں: CIA نے صدام اور 11/9 کے درمیان کوئی تعلق نہیں پایا۔۔۔ کولن پاؤل کے پاس WMD کے حوالے سے انسٹھے صفات پر محیط ایک وسماویز تھی جسے ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اسے CIA کی کلیئرنس حاصل نہیں ہوئی تھی آخر پر چلا دہ ڈرافٹ نائب صدر ڈک چینی کے سٹاف میں شامل جان ہن نے تیار کیا تھا۔۔۔ عراق کے کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کے پروگراموں سے متعلقہ مواد غلط ثابت ہوا اور وزیر خارجہ اور امریکہ کی دنیا بھر میں بسکی ہوئی۔ (۱۲)

لیکن صلیبی جنگجوؤں نے پختہ عہد باندھ رکھا تھا کہ وہ ہر صورت عراق کو ملیا میٹ کر کے رہیں گے۔ برناڑیوں کی انسانی حقوق کی صلیبی جنگوں کی حقیقت عراق پر ناجائز حملے کے چند واقعات سے بھی خوب عیاں ہو گی جیسے عراق میں فوجیہ پر فضائی بمباری کے نتیجے میں مرنے والوں کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ ہے نیز زخمیوں کی تعداد ہلاک ہونے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ اعداد و شمار نیزو یک نے "Rules of Engagement" کے عنوان سے ایک آرٹیکل شائع کیا جو 29 نومبر 2004ء کو شائع ہوا۔ (۱۳)

اس کی تصدیق برطانیہ کے بہت سے دیگر اخبارات و جرائد نے بھی کی اور یہی اعداد و شمار بتائے۔ چونکہ

لاکھوں سولیینز کی پلکت کے اہم مأخذ ڈاکٹر ز، مذہبی رہنماء اور عرب ٹی وی و جرنیٹس تھے لہذا فوجہ پر دوسری مرتبہ حملے میں پہلے ڈاکٹروں، صحافیوں اور سکالرز کا قتل عام کیا گیا۔ نومی کلین (Naomi Klen) "دی گارڈین" کے آرٹیکل "In Iraq, the US does eliminate those who dare to count the dead" میں لکھتی ہیں: امریکی فوجوں نے اکتوبر 2004ء میں ایک بار پھر شہر کا محاصرہ کر لیا ہے مگراب انہوں نے اپنی بیغار میں ایک نئے حربے کا اضافہ کیا ہے اور وہ یہ کہ ڈاکٹروں، صحافیوں اور علماء کا صفائی کیا جائے کیونکہ انہوں نے پہلے امریکی حملے میں سولیین آبادی کے قتل پر توجہ مرکوز کیے رکھی اور اتنا اشتغال پھیلایا کہ امریکی فوجوں کی پسپائی ناگزیر ہو گئی۔ (۱۳)

پروفیسر نوم چومسکی نے جریدہ "الیفٹ ہیک" کو انٹرویو دیتے ہوئے فوجہ پر امریکی حملے کو ایک بڑا جنگی جرم قرار دیا اور امریکی صدر کی مذمت کرتے ہوئے کہا: وہ صرف اسی ایک جرم کی پاداش میں امریکی قانون کے تحت مستوجب سزاۓ موت ہے۔ (۱۵)

پروفیسر نوم چومسکی نے کہا: امریکیوں نے "جنیوا کنوشنز" کی دھیان بکھیر دی ہیں۔ یہ کنوشنز بڑے واضح اور صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ ہسپتا لوں کو مکمل طور پر تحفظ دیا جائے۔ ڈاکٹروں، نرسوں اور مریضوں کو لڑائی کے دائے سے دور کھا جائے لیکن آپ نے جو کچھ کیا اس سے بڑھ کر جنیوا کنوشنز کی اور کوئی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی تھی۔ پروفیسر نوم چومسکی نے یاد دیا کہ کانگریس نے 1996ء میں جو وار کر انہنزرا یکٹ پاس کیا اس میں کہا گیا ہے کہ جنیوا کنوشن کی عینکیں خلاف ورزی مستوجب سزاۓ موت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جرمی پر منگلوں کی یلغار کے بعد یہ مغربی تہذیب کی مجائی ہوئی اندھیر گردی کی بدترین مثال ہے جو ایک ایسے ملک نے قائم کی جو خود کو جمہوریت کا ماذل کہتا ہے۔ (۱۶)

اس صورتحال سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مغربی عیسائی دنیا حقوق انسانی کی پامالی میں کس حد تک جا چکی ہے بلاشبہ صلیبی جنگوں کے جذبے اس کے پیچھے کافرا ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی سنگ دل بھی مظلوم انسانوں، عورتوں اور بچوں پر مہلک ترین اسلحہ کا بے دریغ استعمال نہ کرتا جیسا کہ افغانستان اور عراق میں کارپٹ بمباری کر کے کیا گیا۔

اس سلسلے میں ایمنشٹی انٹرنشنل نے امریکہ اور برطانیہ کی اتحادی افواج کے عراق میں مظالم بے نقاب کرنے کیلئے بے شمار رپورٹیں شائع کیں۔ ان رپورٹوں میں متعدد نکات اٹھائے گئے جن میں سے نمایاں یہ ہیں کہ سولیین آبادی پر مہلک اسلحہ استعمال کیا گیا، انہیں اذیتیں پہنچائی گئیں، بدترین لا قانونیت پھیلائی گئی اور

انسانی حقوق کی ایسی خلاف ورزیاں کی گئیں کہ جن کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

"امریکی سنٹرل کمانڈ (Centcom) نے رپورٹ کیا کہ اس نے 10,782 کلسٹر (پھٹ کر گولیاں برسانے والے) ہتھیار استعمال کیے۔ جن میں 18 لاکھ سے زائد گولیاں تھیں۔ برطانوی افواج نے مزید 70 فضائی اور 100 زمینی کلسٹر بموں کا استعمال کیے جن کے اندر 113,190 گولیاں تھیں۔ شہری علاقوں میں کلسٹر بموں کا استعمال بے حد خطرناک ہوتا ہے مگر امریکی اور برطانوی افواج نے نہایت سنگدلی سے انہیں عراق کے رہائشی علاقوں میں بار بار استعمال کیا۔ (۱۷)

مغرب کی صلیبی یلغار سے سب سے زیادہ متاثر معموم بچے ہوئے جن کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ نے عراق میں بچوں کی نازک حالت کے حوالے سے کارل وک (Karl Vick) کا آرٹیکل "Children pay cost of Iraq's chaos;..." بتایا گیا کہ اقوام متحده اور امدادی انجنسیوں کے سروے کے مطابق عراق میں تقریباً چار لاکھ 400,000 بچے شدید قسم کی پچھوں میں مبتلا اور پر وٹین کی کمی کا شکار ہو چکے ہیں۔ کارل وک نے بتایا کہ سقوط بغداد کے 20 ماہ گزارنے کے بعد عراق کے بچوں میں قلت غذائیت کی شرح برندی (افریقہ) کے برابر اور یوگنڈا اور ہیٹھی (ویسٹ انڈیز) سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے۔ (۱۸)

ان حقائق سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مغرب کا صلیبی و جنگی جنون کس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اُس نے عراق میں کیمیائی ہتھیاروں کی تلاش کے بہانے جو مہلک ہتھیار عراق پر برسائے اُس سے لگتی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ انسانی حقوق کی پامالی کے دل سوز مناظر سے یہ حقیقت عمیاں ہوئی کہ مغرب اپنے بعض و عناد کی آگ میں ہر مسلمان کو بجسم کر دینا چاہتا ہے چاہیے وہ قصور وار ہے یا نہیں۔

اہل عراق پر جو ظلم و ستم کے پھاڑ توڑے گئے اسکی حقیقت میتول ولنز ویلا (Manuel Valenzuela) کے مضمون جس کا ترجمہ پروفیسر اے ڈی میکن نے "امریکہ میں دہشت گردی کے نام پر قید ایک عرب مسلمان بچے کے نام!" میں دیکھی جاسکتی ہے:

"عراق پر امریکی قبضے کے نتیجے میں ایک ایسے تشدیکی لہراٹھی ہے جس کی اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ مثال کے طور پر ہر ماہ اوسطاً ۳۰۰،۰۰۰ افراد جان سے جاتے ہیں۔ اور یقیناً یہ غیر ملکی تسلط کی بازگشت ہے۔ صرف جو لالیٰ کے مہینے میں اس کے علاوہ جو مذکور ہوئے ہیں یا نفیسیاتی اور ہنی عذاب میں مبتلا زخمیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ جو مذکور ہوئے ہیں یا نفیسیاتی اور ہنی عذاب میں مبتلا

ہیں ان کی تعداد بھی کم نہیں۔ بے شمار بچوں کو ایک ایسے عذاب ناک ماحول کا سامنا ہے جس کی وہ توجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ نہیں جانتے ان کی خطا کیا ہے۔ ہر مینے گویا عراق میں گیارہ تمبر کے باہر ایک الیہ ظہور پذیر ہو رہا ہے جو عراق پر بلا جواز امریکہ چڑھائی کا نتیجہ ہے۔ امریکہ میں ہونے والے گیارہ تمبر کے واقعے کے بعد لاکھوں عراقي بچوں کے لیے زندگی ایک ڈراؤنا خواب بن کر رہ گئی ہے جو تباہی کے بعد ہفت涓 ڈنی دباؤ میں بنتا رہتے ہیں۔ اور خود اپنی سر زمین پر جڑواں بلند عمارتوں کے گرائے جانے کی یاد میں ہزاروں عمارتوں کے گرائے جانے کا منفرد کیھنے پر مجبور ہیں۔“ (۱۶)

میٹول ویلنر ویلا جارج ڈبلیویوش اور اس کے باپ بش سینٹر کے ادوار کے مظالم سے پرداختا تھا تھے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ کیا اتنی تباہی کے بعداب بھی امریکہ معصوم ٹھہرے گا اور عراق مجرم؟  
”یاد رہے کہ جارج ڈبلیویوش کے مشرق و سطحی پر آتش و آہن کی بارش بر سانے سے کوئی ایک دہائی قبل ہی سے یہاں اجتماعی نسل کشی کے اقدامات جاری ہو چکے تھے اور یہ سب بھی امریکہ ہی کی سرپرستی میں ہو رہا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ نے عراق پر جو معاشری نسل کشی کی کارروائی مسلط کر کھی تھی اس کے نتیجے میں ۵ لاکھ سے ۱۰ لاکھ تک عراقی بچے اس ایک دہائی میں لقماء جل بننے جو بچوں کی پوری ایک نسل بنتی ہے۔ یہ ۱۹۹۱ء کی دہائی کے آغاز میں مشرق و سطحی کی پہلی جنگ کے دوران ہوا جو بش سینٹر نے مسلط کی تھی۔ اس جنگ میں ٹنوں کے حساب سے بم، توپوں کے گولے اور میشین گنوں کی ایسی گولیاں عراقی فضا، شہروں اور ماحول پر بر سائی گئیں جن پر یورپیں کی ایسی تہہ چڑھی ہوتی تھی جس کے نیختا بکار مادہ ہوتا تھا۔

اس ساری کارروائی کے بڑے تباہ کن نتائج برآمد ہوئے۔ بچوں میں لیو کیمیا کا مرض کیسٹر اور ایسی کئی دوسری مہلک بیماریاں جن کا عراق میں کبھی نام بھی نہیں سن گیا تھا جنگ کے فوراً بعد ہی پھوٹ پڑیں۔ اور اس سے ہزاروں لوگ متاثر ہوئے جن میں سے اکثریت بچوں کی تھی۔ مسخ شدہ شکلوں کے بچے پیدا ہونے لگے اور بہت سے بچے تقطن مادر ہی میں موت کی نیند سو گئے۔

اس کارروائی پر اختتام نہیں ہوا بلکہ جارج ڈبلیویوش کے دوراقدار میں بھی سینکڑوں ٹن تباکار یورپیں عراق پر بر سائی گئی۔ اور اس ضمن میں بش جونیئر نے اپنے باپ بش سینٹر کے سارے ریکارڈ توڑ دیے اور اب پورا عراق حقیقی معنوں میں تباکاری سے مسموم صحرابن چکا ہے۔ اس زمین پر بے شمار تباہی پھیلانے والے ہتھیار خود امریکہ استعمال کر چکا ہے۔ آنے والی کئی نسلوں تک عراقی بچوں کی بڑی تعداد شیرخوارگی کی موت مرتبی رہے گی۔ اور جو بچے پیدا ہوں گے وہ ایسے ایسے خوفناک جسمانی نقص کے حامل ہوں گے جن کے بارے میں دنیا نے

کبھی نہیں سنا ہوگا۔ امریکہ کے dirty-bomb نے عراقی فضائیں جو غیر مرئی زہر پھیلایا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

کیا اب بھی یہ کہہ کر دنیا کی عوام کو بے دوقوف بنا یا جاسکے گا کہ عراق کے پاس تباہی پھیلانے والے ہتھیار تھے اور امریکہ اسی طرح معصوم بنارہے گا جس نے ہزاروں ٹن تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کو عملًا استعمال کر کے عراق کو کھنڈر بنادیا؟ (۲۰)

یہ المناک صورتحال ہے جس پر عالمی برادری بھی اس جرم میں پوری طرح شریک دکھائی دیتی ہے کیونکہ ظلم و جور پر خاموش تماشائی کا کردار ظالموں کی کھلی تائید کا مظہر ہے یہی وجہ ہے کہ درندہ صفت مغربی افواج بڑے پیمانے پر آپریشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جس سے نہ صرف مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کیا گیا بلکہ پورے عراق کو بھی تباہ و بر باد کر کے رکھ دیا گیا۔ عراق پر مغربی لشکروں کی یلغار کے جانی و مالی نقصانات کے ضمن میں ڈاکٹر ایم اے سلوی نے سابق امریکی وزیر انصاف رمزے کلارک کی کتاب "The Fire This Time: US war crimes in the Gulf" بنیادی ڈھانچے کو جان بوجھ کرتا ہے کہ عراق کے سارے ناقصانات کو قحط اور بیماریوں سے ہلاک کر دیا گیا۔ بندرگاہوں کی بندش اور یہ جنگ، ان دونوں اقدامات کا نتیجہ، ایک نسل کا قتل عام ہے۔ (۲۱)

عالمی انسانی حقوق کے پیغمبیرین کی درندگی پر سابق امریکی وزیر انصاف رمزے کلارک نے 3 جنوری 2003 کو اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ اس نے اقوام متحده کے نام ایک خط لکھا تھا: "یہ جنگ اقوام متحده کے چارٹر، بین الاقوامی قانون اور تمام محبانِ امن اور وقار انسانیت کے علمبرداروں کی دوستی کے منافی ہے" (۲۲) برناڑیوں ان نسل گشی پر مبنی اقدامات کی کیا تو جیج پیش کریں گے کیا واقعتاً صلیبی جنگوں کا قدیم سلسہ قصہ پارینہ بن چکا یا اب بھی یہ مکروہ جذبہ پوری عیسائی دنیا کے اندر لاوے کی طرح جوش مار رہا ہے؟

### انسانی حقوق کی حقیقت:

یقیناً مغربی لشکروں کی انداھا دھنڈ یلغاریں جو معصوم شہریوں، عورتوں، بچوں، صحافیوں اور رہی عملہ کے اراکین ڈاکٹر ز، نرسوں وغیرہ اور ہسپتا لوں پر کی گئیں اور جس قسم کے مہلک ہتھیاروں سے شہروں کے شہر تباہ و بر باد کیے گئے اس طرز جنگ کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ پھر اور صرف صلیبی ذہن کی عکاسی کرتی ہے۔ ڈاکٹر محمود غازی مرحوم فرماتے ہیں:

اسلام کے قانونِ جنگ میں عملی طور پر جنگ میں حصہ نہ لینے والے افراد طبی امداد دینے والے اور اسی قبل کے دوسرا سے افراد حتیٰ کہ اگر وہ جنکجوں اور حملہ آروں کو مد بھی فراہم کر رہے ہوں۔ انہیں جنگ میں شریک افراد کا حصہ نہیں سمجھا جاتا۔ یہ رعایت نہ صرف طب سے متعلقہ لوگوں کو دیگئی ہے، بلکہ دوسرا سے امدادی عملہ جن میں نہیں، خدمت گار، کھانا پکانے والے، شہری ضروریات کی فراہمی کرنے والے، بہت عمر رسیدہ سپاہی اور وہ بوڑھے افراد جو جنگ میں حصہ نہ لے رہے ہوں بھی۔ اس رعایت میں شامل ہیں۔ ان سب افراد کو قتل اور طاقت کے استعمال سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ (۲۳)

چنانچہ اسلام میں انسانی حقوق کی حفاظت تمام بندی نوع انسان کو فراہم کی گئی ہے۔ نہ کہ مخصوص افراد گروہ اور اقوام کے ساتھ یہ چیز مختص ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبدالرحمٰن الحقیل لکھتے ہیں: "اسلام میں انسانی حقوق کی خاص قوم یا خاص ملک کے مفاد کے لیے مقرر نہیں کیے گئے بلکہ تمام انسانوں کے لیے مقرر کئے گئے ہیں اور پہلے دن سے ہی انتہیشناہی اسٹائل کے حامل ہیں اسی وجہ سے وہ اقالیم کائنات کی حدود کو پھاند کر ملکوں کی آقائیت و سرداری والے علاقوں سے کہیں آگے جا پہنچے ہیں۔" (۲۴)

لیکن ان صلیبی بدخواہاں اسلام کی ڈنشنری میں ان بے گناہ اور بے بس مسلمانوں کے بارے میں انسانی حقوق نامی چیز کا کوئی لفظ موجود نہیں جنہیں لاکھوں کی تعداد میں بلا مجہ قتل کیا گیا ان کے ملکوں پر قبضہ کر کے تمام وسائل کی لوٹ کھوٹ کی گئی ان کی عنزوں کو پامال کیا گیا اور ان کو اپنی جانوں کے دفاع کا حق دینے سے بھی محروم کر دیا گیا اور ان کے خلاف ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب کر کے دنیا کو بے وقوف بنایا گیا کہ یہ سب انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے کیا گیا۔

### عراق میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں:

عراق کی ایونٹ سے ایونٹ بجانے اور مسلم عوام کا بے دریغ خون بہانے کے ساتھ عیسائی مشنریوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت مسلم عراق کو عیسائی عراق میں تبدیل کرنے کی بھروسی کی۔ کیونکہ وہ مسلم رفاہی تنظیموں کو پہلے ہی پروپیگنڈا کے ذریعے عراق سے بھی نکلا چکے تھے۔ چنانچہ راستہ صاف کر کے یہ مشنری مہمات امریکہ کی ایک انتہائی با اثر مدد ہی شخصیت رویینڈ فرینکلن گراہم کی قیادت میں عراق پہنچیں۔

اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ مسلمانوں کی زیادہ تنظیمیں یا تو بند کی جا چکی ہیں یا ان کے اٹاٹے مخدود ہی ہیں، یا نئے قواعد نے انھیں جکڑ بے دست و پا کر دیا ہے۔ چنانچہ صدر بخش نے اپنے اس روحانی باپ کو عراق کو عیسائی بنانے کا مشن سونپا اور اس کے لیے جملہ سہولتوں کا بندوبست بھی کیا۔ فرینکلن نے

عراق میں مسیحی سرگرمیوں کا جال پھیلا دینے کے بعد یہ رپورٹ دی کہ اس نے چرچ کے متعدد مشووں کو باہل اور غذائی اشیاء سے لیس کر کے عراق بھیجا ہے تاکہ وہ دکھی عراقیوں کے لیے مادی اور روحانی سہارا بنیں۔ دیگر چرچوں، مثلاً: ”سدرن پیپلٹ کنوشن“ نے جو امریکہ میں اہم ترین پروٹسٹنٹ چرچ ہے اور عراق میں جنگ کا پروجئیشن حاصل ہے، اعلان کیا کہ وہ عراق میں کام کرنے کے لیے بالکل تیار ہے، اس کے ترجمان نے کہا: ”ہم انھیں مدد دے کر داڑھ عیسائیت میں آزادی دینا چاہتے ہیں، حقیقی آزادی یسوع مسیح کی ذات میں ہے۔“ (۲۵)

ان شواہد سے بخوبی عیاں ہو چکا کہ مغرب کس قسم کی خدمتِ خلق میں مصروف ہے۔ لہذا اسلام دشمنی میں غرق مغربی عیسائی دنیا ایک ایک کر کے اسلامی ممالک کو تباہ کرنے کے منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ اور اس کے لیے ان کی ایجنسیاں ایسے ڈرامے سٹھن کرتی ہیں کہ جس سے مسلمان ممالک کے گرد شکنجه کساجا سکے۔

### پاکستان کے خلاف جارحیت:

صلیبی طاقتوں نے پاکستان جیسے اتحادی ملک کو بھی معاف نہیں کیا۔ چنانچہ پاکستان پر براہ راست ڈرون حملوں کی یخوار کو سابق امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس اپنی ضرورت قرار دیتا رہا۔ ”پاکستان کی خود مختاری بجا مگر ڈرون حملے ہماری ضرورت ہیں۔“ (۲۶)

جبکہ اقوام متحده نے پاکستان پر ڈرون حملوں کو ماورائے عدالت قتل قرار دے کر فوری بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ فلپ آلسٹن نمائندہ یو این اونے کہا:

”پاکستان میں امریکی ڈرون حملے“ قتل عام کا لائسنس ہیں، ”فوری بند کیے جائیں۔ امریکی حکومت سی آئی اے کوٹار گٹ کنگ سے روکے۔ ان حملوں سے سینکڑوں بے گناہ شہری مارے جا چکے ہیں۔ یہ حملے عالمی قوانین کی خلاف ورزی اور ایسی مثال ہیں جسے دوسرے بھی اپنائسکتے ہیں۔“ (۲۷)

چونکہ اصل بنیاد اسلام دشمنی ہے لہذا نہاد وہشت گردی کی جنگ میں پاکستان جیسے اتحادی ملک کی معصوم عوام پر امریکی ڈرون حملوں کی مسلسل یلغار پر حکومت پاکستان نے سخت احتیاج کیا لیکن انسانی حقوق کے چیزیں امریکیہ و یورپ کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی۔ حال ہی میں دوبارہ اقوام متحده نے مکمل تحقیقات کے بعد ان ڈرون حملوں کو جارحیت قرار دیا اور اسے انسانی حقوق کی صریحاً خلاف ورزی سے تعبیر کیا۔ کیونکہ روزانہ ڈرون حملوں میں عورتوں، بچوں اور معصوم شہریوں کو ناحق موت کے گھاٹ اتارا جا رہا تھا۔ جو حکم کھلا عالمی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

پاکستان میں ڈرون حملوں کے حوالے سے تحقیقات کرنے والی اقوام متحده کی ٹیم کے سربراہ ہین ایمرسن نے امریکی ڈرون حملوں کو پاکستان کی خود مختاری کی خلاف ورزی قرار دیا اور کہا کہ ادباما انتظامیہ کو اس حوالے سے متعدد بار آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ حکومت پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق 2004 سے اب تک 330 ڈرون حملوں میں 2200 افراد جن میں عورتیں، بچے اور معصوم لوگ شامل ہیں ڈرون حملوں کا شکار ہوئے اور 600 افراد شدید زخمی ہوئے جبکہ دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں لوگ جان بحق ہونے والوں کی جلد تدفین کر دیتے ہیں اس لیے صحیح اعداد و شمار مانا مشکل کام ہے۔ (۲۸)

اقوام متحده کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے بھی امریکی ڈرون حملوں کو انسانی حقوق کی پامال قرار دیتے ہوئے کہا: امریکہ کو نار گزیڈھ محملوں کے لیے "آرماؤن مینڈ ایریکل وہیکل" (ڈرون طیاروں) کے استعمال کے لیے انسانی حقوق کے عالمی قوانین کی پابندی کرنا ہوگی۔ نیز انہوں نے کہا کہ نار گزیڈھ محملوں کے لیے ڈرونز کے استعمال کے بارے میں تشویش ہے۔ (۲۹)

طویل عرصہ بعد ظالم کے خلاف اقوام متحده کی آواز ایک مستحق قدم ہے لیکن معصوم جانوں کی ہلاکت پر وقت کے فرعون کے خلاف ایکشن نہ لینا بھی عدل و انصاف کی پامالی ہے۔ بلاشبہ مغرب اہل اسلام کے خلاف نئی صلیبی جنگوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع کر چکا ہے جس کی پوری دنیا چشم دیگواہ ہے۔

مینہول و مینزویلا کے مضمون کا ترجمہ پروفیسر اے ڈی میکن نے "امریکہ میں دہشت گردی کے نام پر قید ایک عرب مسلمان بچے کے نام!" سے کیا ہے جس میں انہوں نے صراحت کی ہے کہ گز شتنہ ۲ سال کی امریکی کارروائیوں سے ثابت ہوا ہے کہ اس نے عربوں اور مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا انتقام لینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ (۳۰)

### اہل کتاب کے ساتھ مسلم امہ کی رواداری:

یہ ٹوں شواہد اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ صلیبی جنگجوؤں کا جذبہ انتقام کس طرح عصر جدید میں بھی زندہ ہے۔ جبکہ اس کے عکس اہل اسلام نے ہمیشہ ان کے ساتھ خیرخواہی اور رواداری کا برتاؤ کیا چنانچہ صلیبی جنگوں کے ظالم کے باوجود مسلمانوں نے غلبہ کے وقت ان کے ساتھ مثالی رویہ اختیار کیا۔

اس کی تائید میں غیر مسلم انصاف پسند مورخین کی رائے ملاحظہ کیجئے پروفیسر Arnold T.W. Arnold نے اپنی کتاب میں صلیبی جنگوں کے دوران مسلمانوں کے صلیبی فوجیوں کے ساتھ مثالی رویہ کے متعدد واقعات نقل

کیے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ:

دوسری صلیبی جنگ میں ترکوں نے صلیبیوں کی حالت پر حرم رکھاتے ہوئے بیماروں کی تینارداری کی اور وہ مفلسوں اور فاقہ کشوں کے ساتھ کشادہ دلی سے پیش آئے۔ نیز اسلامی افواج نے محتاج عیسائیوں کی خوب مالی امداد بھی کی۔ زائرین کے ساتھ غیر مذہب والوں نے جو حسن سلوک کیا تھا۔ جب زائرین نے اس کا مقابلہ اپنے ہم مذہب یونانیوں کی بے رحمی سے کیا جوان سے بیگار لیتے تھے۔ ان کو مارتے پیٹے تھے اور ان کی رہی سہی پوچھی کوئی بھی ان سے چھین چکے تھے تو ان کو دونوں قوموں کے طرز عمل میں اتنا تقاضہ نظر آیا کہ بہت سے عیسائی اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنے نجات دہندوں کے دین کے حلقوں بگوش بن گئے۔ (۳۱)

قدیم مورخ شاہ فرانس لوئی ہفتہ کے ذاتی چلپین راہب اودو کے حوالے سے پروفیسر ڈبلیو آرنلڈ لکھتے ہیں کہ ترکوں نے ان میں سے کسی شخص کو اپنادین ترک کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ (۳۲)

چنانچہ بارہویں صدی میں عیسائی تارکین مذہب کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ ان کا ذکر صلیبیوں کی کتب آئیں میں آنے لگا، اور جن کو پروٹائم کا ضابطہ قوانین کہا جاتا ہے۔ (۳۳)

اسی طرح سلطان صلاح الدین کی حسن سیرت اور شجاعت نے اس کے ہم عصر عیسائیوں کے دلوں پر ایک عجیب افسوس کیا تھا اور بعض عیسائی بہادروں کے لئے اس کی شخصیت میں اتنی کشش تھی کہ وہ اپنے مذہب و ملت کو چھوڑ کر اہل اسلام میں شامل ہو گئے۔ (۳۴)

درحقیقت مسلمان ہی دنیا کے تمام مذاہب کا احترام کرنے والے اور انسانی حقوق کے حقیقی ضامن ہیں کیونکہ تاریخ اور حال گواہ ہیں کہ مسلمانوں نے کبھی بھی کسی دشمن خطے یا علاقے اور اُس کے مکینوں کا اس طرح بے دردی سے قتل عام نہیں کیا جس طرح آج مغربی اور نیو افواج کر رہی ہیں۔ حتیٰ کہ پروٹائم کی فتح جب صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہوئی تو یہ برا سہری موقع تھا کہ ان سے بھر پورا نقاومی کارروائیوں کا بدلہ لیا جاتا لیکن اسلامی قوانین ظلم و ستم کی ہرگز اجازت نہیں دیتے لہذا ہیرلڈ لیم نے لکھا ہے۔ ”۔۔۔ البتہ یہ انوکھی بات ضرور ہوئی کہ مسلمانوں نے بغیر خوزیری کے شہر پر قبضہ کر لیا اس پر امن قبضے کی وجہ صلاح الدین کی رحمدی اور فیاضی تھی،“ (۳۵)

### جہاد کا مفہوم اور مقصود:

جہاد کے متعلق برناڑیوں کے افکار و خیالات محسن اسلام سے بعض وعدوں کا شاخانہ ہیں جہاد کی حقیقت کے حوالے سے عیسائی راہبہ و مبشر قہ کیرن آرم سٹرائلگ کا نقطہ نظر ملاحظہ ہو، تاکہ برناڑیوں جیسے

معاذ دین بھی اپنے متعصبا نہ انداز کو بدلتے ہیں۔

لفظ "جہاد" کا مادہ "جہد" ہے اور یہ مقدس جنگ سے کہیں زیادہ وسیع معنوں کا حامل ہے جس میں جسمانی، اخلاقی، روحانی اور علمی جدو جہد کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اگر جنگ مسلمانوں کا مطیع نظر ہوتی تو قرآن حکیم ان لفظوں کو آسانی کے ساتھ استعمال کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے جہاد کے مبہم لیکن وسیع مفہوم رکھنے والے لفظ کا اختیار کیا ہے جہاد اسلام کے پانچ بنیادی اركان میں شامل نہیں ہے اور مغرب کے عمومی نقطہ نظر کے برعکس دین اسلام میں جہاد کو مرکزی ستون کا درجہ حاصل نہیں البتہ تمام مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک منصفانہ اور مہذب معاشرے کے قیام کے لیے جس میں غریبوں اور بے کسوں کا استعمال نہ ہو۔ جہاں لوگ خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور اخلاقی و روحانی اور سیاسی تمام محاذوں پر جدو جہد جاری رکھیں۔ بعض اوقات لڑائی اور جنگ و جدل ناگزیر ہوتی ہے لیکن یہ پورے جہاد کا ایک منحصر حصہ ہے۔ (۳۶)

برناڑیوں کے مطابق تاریخ اسلام میں جہاد کو صرف مسلح معنوں میں ہی لیا گیا جو سراسر حقائق کے منافی ہے۔ اس کے جواب کے لیے کیرن آرم سٹر انگ کی رائے پیش کی جاتی ہے:

"The primary meaning of Jihad, which we hear so often today is not "holy War" but the "effort" or "struggle" necessary to put the Will of God in to practice. Muslims are exhorted to strive in this endeavor on all fronts: intellectual, social, economic, spiritual, and domestic. Some times they would have to fight, but this was not their chief duty. On their way home from Badr, Muhammad uttered an important and oft-quoted maxim: "We are returning from the Lesser Jihad (the battle) and going to the Greater Jihad, " \_\_\_\_\_ the immeasurably more important and difficult struggle to reform their own society and their own hearts" (۳۷)"

علاوه از میں اسلام میں جہاد انسانیت کے لیے باعثِ رحمت ہے جو کہ منصفانہ اصولوں اور ضوابط کے تحت کیا جاتا ہے جس میں دشمنوں سے بچاؤ اور امن کی بحالی کے لیے جنگ کی جاتی ہے اور عورتوں، بچوں، مذہبی طبقات اور نہ لڑنے والوں کو کسی قسم کا گزند پہنچانا منوع ہے۔ جبکہ صلیبی جنگوں اور یہود و نصاریٰ کی جنگوں کا جنون کسی بھی اخلاقی حدود و قیود کا پابند نہیں جیسا کہ عصری صورت حال سے عیاں ہے۔ چنانچہ کیرن آرم سٹر انگ لکھتی ہیں کہ مسلمانوں نے جنگ میں مااضی کے وحشیانہ طور طریقوں سے اجتناب کیا:

"Even in war, Muslims abjure the savage customs of the

past." (۳۸)

کیرن آدم سٹرائگ اسلام اور یہود و نصاریٰ کی جنگوں کا موازنہ کرتے ہوئے جہاد کی عظمت کا اعتراف یوں کرتی ہیں:

"Islam does not justify a total aggressive war of extermination, as the Torah does in the first five books of the Bible. A More realistic religion than Christianity, Islam recognizes that war is inevitable and sometimes a positive duty in order to end oppression and suffering. The Koran teaches that war must be limited and be conducted in as human a way as possible" (۳۹)

چونکہ مستشرقین کا یہ وظیفہ رہا ہے کہ وہ ہمیشہ حقائق مسخ کر کے پیش کرتے ہیں ان کی تحقیق جانبدارانہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر و پیشتر جہاد سے متعلق اسلامی تعلیمات پر شدید تحفظات رکھتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعلیین بن کرائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پر اُمن دعوت کو معاندین حق نے اپنے لیے سدراہ خیال کیا۔ چنانچہ تمام باطل مذاہب پیغمبر امن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ریشه دو انبوں میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجبوراً میدانِ حرب میں اترنا پڑا۔ درحقیقت جہاد کی تعلیمات، قیام امن اور قتنہ و فساد کے سرخیوں کو سبق سکھانے کے لیے ہیں کیرن آدم سٹرائگ کہتی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف مکہ والوں سے جہاد کرنا تھا بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی لڑنا تھا جو سب مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جاریت کرنا چاہتے تھے چنانچہ مسلمان اپنے دفاع پر مجبور تھے لیکن وہ اپنے دشمنوں کے مذہب کے خلاف ایک "مقدس جنگ" نہیں لڑ رہے تھے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زیدؑ کو جوہدیات دے کر بھیجا اُن سے بخوبی عیاں ہوتا ہے کہ یہ جوشوا کی جنگوں سے بالکل مختلف جنگ تھی:

"Mohammad had to fight not only the Meccans but also the Jewish tribes in the area and Christian tribes in Syria who planned an offensive against him in alliance with the Jews. Yet this did not make Mohammad denounce the People of the Book. His Muslims were forced to defend themselves but they were not fighting a "holy war" against the religion of their enemies. When Mohammad sent his freedman Zaid against the Christians at the head of a Muslim army, he told them to fight in the cause of God bravely but humanely. They must not molest priests, monks and nuns nor the weak and helpless people who were unable to fight. There must be no massacre of civilians nor should they cut down a single tree or pull down any building. This was very different

from the wars of Joshua. (۲۰).

### عصری تناظر میں مسلم امہ کا مستحسن روایہ:

موجودہ صورت حال میں بھی مسلمان کہیں بھی جارحانہ سرگرمیوں کے مرکتب نہیں بلکہ خود مغرب کی جارحیت کا شکار ہیں چنانچہ یہ کہنا کہ جہاد صرف ”قال“ ہی کا نام ہے۔ اور اس حوالے سے یہ کہنا کہ جب تک ساری دنیا مغلوب نہیں ہو جاتی جہاد تھمتا دھلائی نہیں دیتا۔ درحقیقت معاندین نے اپنی سیاسی اغراض کیلئے اسلام پر اس قسم کے بہتان تراشے۔ مولانا مودودی نے اس حوالے سے عمدہ تجزیہ کیا ہے کہ دور جدید میں یورپ نے اسلام پر سب سے بڑا بہتان پیرا شا کہ اسلام ایک خونخوار نہ ہے اور اپنے پیروں کو خون ریزی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس بہتان کی اگر کچھ حقیقت ہوئی تو قدرتی طور پر اس وقت پیش ہونا چاہیے تھا جب پیروان اسلام کی شمشیر خاراشگاف نے کرہ زمین میں ایک تہلکا برپا کر کھا تھا اور فی الواقع دنیا کو یہ شہر ہو سکتا تھا کہ شاید ان کے یہ فاتحانہ اقدامات کسی خون ریز تعلیم کا نتیجہ ہوں۔ مگر عجیب بات ہے کہ اس بہتان کی پیدائش آفتاب عروج اسلام کے غروب ہونے کے بہت عرصہ بعد میں آئی۔ اس کے خیالی پتلے میں اس وقت روح پھونگی گئی جب اسلام کی تلوار تو زنگ کھا چکی تھی مگر خود اس بہتان کے مصنف، یورپ کی تلوار بے گناہوں کے خون سے سرخ ہو رہی تھی اور اس نے دنیا کی کمزور قوموں کو اس طرح لگانا شروع کر دیا تھا جیسے کوئی اژدیا چھوٹے چھوٹے جانوروں کو ڈستا اور لگتنا ہو۔ (۲۱)

لہذا اگر آج اُمّت مسلمہ کا کوئی گروہ دشمن کی جارحیت کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنی اور اپنی قوم کی آزادی کے لیے جہاد کا راستہ اختیار کرتا ہے تو یہ صرف اُن کا حق ہی نہیں بلکہ سب سے بڑا فریضہ بھی ہے اور اس کی تائید غیر مسلم بھی کر رہے ہیں کیونکہ 21 صدی کے صلیبی لشکروں کے مظالم نے انسانیت کا چہرہ داغ دار کر دیا ہے اور ایسے جبراً استبداد کے نظام کی بنیاد رکھ دی ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

مینوں و پیزوویلا کے مضمون کا ترجمہ پروفیسر اے ڈی میکن نے ”امریکہ میں دہشت گردی کے نام پر قید ایک عربی مسلمان بچے کے نام!“ سے کیا ہے جس میں عراق کے مجاہدین کو ظلم و ستم کے خلاف اٹھنے پر سراہتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مگر۔۔۔ مایوسی کے اس اندر ہرے میں روشنی کی ایک کرن بھی ہے۔ یہ وہ جنگ ہے جو تیرے عزیزوں، دوستوں، رشته داروں، باپ اور بھائیوں نے امریکی سپاہ کے خلاف شروع کر رکھی ہے۔۔۔ تمہیں یقین رکھنا چاہیے کہ وہ سب تمہاری اور عراق کی آزادی اور خود مختاری کی جگہ لڑ رہے ہیں۔ فتح یقیناً ان کا مقدر ہے۔ جلد

نہ سہی مگر صبر و استقلال کے ساتھ ڈھی ہوئی حریت پسند قوم زیادہ دیر غلام نہیں رہ سکے گی۔ عدل و انصاف ان کی حمایت کرتا ہے اور گوریلا جنگیں ہمیشہ ست مگر بذریعہ کامیابیوں کے نتیجے میں جنتی جاتی ہیں۔ وہ اپنی سر زمین پر امریکہ کے ناجائز قبضے کے خلاف لڑ رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ تو اپنی قوم پر ڈھانے گئے مظالم کا بدل لینے کے لیے جنگ میں مصروف ہیں۔ وہ تو اپنی عزت و توقیر کی بحالی چاہتے ہیں اور وہ اس لیے خالص دشمن سے بر سر پیکار ہیں کہ غیر ملکی ناجائز قبضے کے خلاف لڑنا ان کا حق ہی نہیں فرض بھی ہے۔ (۲۲)

### مغرب کا بابل کی تعلیمات سے انحراف:

اس نقطہ نظر سے بخوبی عیاں ہے کہ امریکہ و یورپ عصر جدید میں ظلم و طغیان کے نمائندہ ہیں حالانکہ یہ امر بھی انتہائی تجب انجیز ہے کہ مطالعہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ میسیحیت نہ صرف جنگ کی سخت مخالف ہے۔ بلکہ ظلم اور شرارت کے مقابلہ کے سامنے سر جھکانے کی خفت تاکید کرتی ہے دوسروں کی حفاظت کرنا تو در کنار خود اپنے حق کی بھی حفاظت نہ کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔

”تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بد لے آنکھ، اور دانت کے بد لے دانت۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ تم شریر کا مقابلہ نہ کرو، بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گاں پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے، اور کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتے لینا چاہے تو چونہ بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوں بیگار میں لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوں چلا جا۔۔۔۔۔ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑو سی سے محبت رکھو، اور اپنے دشمن سے عداوت، مگر میں کہتا ہوں کہ اپنے دشمن سے محبت رکھو، جو تم پر لعنت کریں ان کے لیے برکت چاہو، جو تم سے نفرت کریں ان سے اچھا سلوک کرو، جو تمھیں ذلیل کریں اور تمھیں ستائیں ان کے لیے دعا مانگو“ (۲۳)

اسی بناء پر مختلف عیسائی حلقوں کی طرف سے حالیہ جنگی سلسے کو شدید تقدیر کا شانہ بنایا جاتا ہے چنانچہ ہی تھر گرے سینٹر خاتون امریکی صحافی جو "Just Peace" کے نام سے ایک نیوز چینل بھی چلاتی ہیں۔ ۵ اکتوبر ۲۰۰۳ کے

عنوان سے Counterpunch نامی آن لائن امریکی جریدے میں اپنے ایک تجزیے میں انہوں نے دہشت گردی کے خلاف مہم کے نام پر مسلم ملکوں میں بخش حکومت کی پالیسیوں کو عیسائیت کی اصل تعلیمات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قائم کردہ عملی نمونے سے متصادم قرار دیتے ہوئے حقیقی عیسائیوں سے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور دنیا میں حقیقی آزادی اور انصاف کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کی اپیل کی تھی۔ (۲۴)

امریکی صحافی نے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدوجہد اُس رومان

استعمار کے خلاف تھی جس نے فوجی برتری کے ذریعے یہودیوں کے علاقے پر قابض ہو کر ان کے قدرتی وسائل ہٹھیا نے، ان کے مراعات یافتہ طبقوں میں اپنے پھوٹیار کرنے اور ان کے مذہب اور عقیدے تک میں اپنے مفادات کے مطابق روبدل کرنے کے لیے کارروائیاں شروع کر رکھی تھیں۔ عیسائی مذہب کا پرچار کرنے والے موجودہ امریکی حکمران آج عراق میں عملارومن استعمار کے نقش قدم پر چل رہے ہیں جبکہ امریکی قبضے کے خلاف جدوجہد کرنے والے عربی عملی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کر رہے ہیں۔ (۲۵)

درحقیقت عیسیٰ کی تعلیمات کو ذاتی اغراض اور مسلم دشمنی کی بنا پر منسخ کر کے جنگ و جدل کا راستہ اپنایا گیا۔ یوپارکن دوم کے پہلی صلیبی جنگ کا اعلان کرنے تک عیسائیت میں کوئی مقدس جنگ نہیں تھی۔

There were no "holy wars" in Christianity however, until pope  
Urban summoned the First crusade" (۲۶)

یہ امرا ظہر من اشمس ہے کہ جہاد کا احیاء، ہمیشہ باطل وقتون کے ظلم و ستم کے آگے بند باندھنے کے لیے ہوا۔ چنانچہ یہ بات بھی واضح ہے کہ مقدس جنگ کا اسلامی آئینہ میں صلیبی جنگ سے بہت مختلف ہے۔ چونکہ صلیبی جنگجوؤں نے یہودی مقدس جنگوں کی طرح جملوں میں پہلی کی تھی۔ وہ مسلمانوں کو خدا اور اس کے منتخب لوگوں کا دشمن قرار دیتے تھے۔ اس لیے مسلمانوں نے پہلی مرتبہ مغرب کے خلاف جنگ کا اعلان کیا تھا۔ دراصل مشرق قریب میں صلیبیوں کا سفما نہ رویہ جہاد کے احیا کا سبب بنا:

"It is obvious that the Muslim ideal of holy war is very different from the Crusade: it is essentially defensive whereas the Crusaders, like the Jewish holy warriors, had made a holy initiative when they attacked the enemies of God and his chosen people. For the first time Muslims had declared war on the people of the west, and in our own day Muslim leaders have argued like Nur ad-Din that it is an Islamic duty to fight against what they see as a new western aggression." (۲۷)

محض یہ کہ مالک کائنات نے جہاد بالسیف یا قتال کی اجازت آخری تدبیر کے طور پر دی کیونکہ ایسی نازک صورت حال میں آج بھی بین الاقوامی قانون میں طاقت کے استعمال کی بنیادوں کو تسلیم کیا گیا ہے ڈاکٹر محمود حمزا زی نے اپنے پیپر "جنگ اور اسلام کا تصور جہاد" میں فرمایا:

"عصری بین الاقوامی قانون میں طاقت کے استعمال کی جن بنیادوں کو تسلیم کیا گیا ہے ان میں ذاتی دفاع، ہمسایہ ملک میں خانہ جنگی، جوابی کارروائی، کسی ملک کے باشندوں کا تحفظ، انسانی فلاہی بنیادوں پر

مداخلت، آزادی کی قومی تحریکیں اور سرگرم تعاقب (Hot pursuit) شامل ہیں۔ سرگرم تعاقب کے علاوہ باقی تمام کی تمام وجوہات قرآن پاک میں صاف اور واضح انداز میں بیان ہوئی ہیں۔ (۲۸) دراصل مستشرقین کا یہ وظیرہ رہا ہے کہ وہ اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیمات کو ہدف تلقید بنا کر اہل اسلام کو غیر مہذب، جگبوج، انہا پسند اور دہشت گرد ثابت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ مغرب اور اس کے حواری جو اس وقت دنیا کے امن کو تباہ و بالا کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور انسانی حقوق کی دھیان سر عالم بکھیر رہے ہیں ان کی یہ سب مجرمانہ کاوشیں برناڑیوں کے قریب خدمت انسانی کا مظہر ہیں جبکہ معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے، انسانی حقوق کی بحالی اور ان کے حق آزادی کے لیے مغربی لشکروں سے مکرانے والے برناڑیوں کے مطابق مجرم اور دہشت گرد ہیں۔

### خلاصة بحث:

اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بحث سے یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ اسلام میں جہاد کی تعلیمات کا مقصود حقوق انسانی کی بحالی ہے۔

طالموں و جابرول کے خلاف انسانیت کی خدمت کے پیش نظر میدان جنگ سجا یا جاتا ہے تاکہ کمزوروں و ناتوانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکتے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

”وَ مَالِكُمْ لَا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ الْمُسْتَفْعِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ

الْوَلَدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبُّنَا إِخْرَجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرِيبَةِ الظَّالِمُونَ أَهْلُهَا وَ اجْعَلُ لَنَا مِنْ

لَدْنَكَ وَلِيَا وَ اجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدْنَكَ نَصِيرًا“ (۲۹)

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد نے ”اسلام، بین الاقوامی قانون اور آج کی دنیا“ کے ابتدائیہ میں لکھا ہے: ”قرآن کریم میں جہاد کا بنیادی مقصد حقوق انسانی کی بحالی ہے چنانچہ اگر کسی مقام پر عوام کو مستغفیں فی الارض (کمزور اور بے بس) بنا دیا گیا ہو تو اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ایسے افراد کے حقوق کی بحالی کے لیے جہاد کا اعلان کرے اور اپنے وسائل کو استعمال کرے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی انسانوں کو ظلم و استھصال کا نشانہ بنا یا جا رہا ہو تو اسلامی ریاست ایک خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ سکتی۔ قرآن کی روشنی میں بطور ایک اخلاقی اور قانونی فریضہ کے مظلوموں کی حمایت اور ان کی نجات کے لیے جہاد کرنا اس پر فرض کر دیا گیا ہے۔ (۵۰)

آج جبکہ دنیا میں ہر مذہب اس بات کا پرچار کر رہا ہے کہ وہ امن پسند ہے اور طالموں و جابرول کا ساتھ

دینے یا ان کی معاونت کو جرم خیال کیا جا رہا ہے اس صحن میں اہل اسلام کے خلاف باطل قوتوں کا اتحاد اور ہر جگہ کمزور مسلمانوں کا استھصال اور ان پر ناروا فلم و ستم کے پہاڑ ٹورنا اور ان سے توقع کرنا کہ وہ اپنے دفاع کے لیے بھی ہتھیار نہ اٹھائیں یہ کیسا انصاف ہے؟ ایسی صورت حال میں تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

مولانا مودودی کی رائے میں:

ایسی حالت میں جنگ جائز ہی نہیں بلکہ فرض ہو جاتی ہے۔ اس وقت انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہوتی ہے کہ ان ظالموں کے خون سے زمین کو سرخ کر دیا جائے اور ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے شر سے اللہ کے مظلوم و بے لب بندوں کو نجات دلائی جائے جو شیطان کی امت بن کر اولاد آدم پر اخلاقی، روحانی اور مادی تباہی کی مصیبتوں نازل کرتے ہیں۔ وہ لوگ دراصل انسان نہیں ہوتے کہ انسانی ہمدردی کے مستحق ہوں بلکہ انسان کے لباس میں شیطان اور انسانیت کے حقیقی دشمن ہوتے ہیں جن کے ساتھ اصلی ہمدردی یہی ہے کہ ان کے شر کو صفحہ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ وہ اپنے کرتوں سے اپنے حقِ حیات کو خود کھو دیتے ہیں۔“ (۵)

بہر حال برنا روپیوں صلیبی جنگی جنون کو انسانی حقوق کی جنگیں قرار دینے پر مقصہ ہیں۔ لیکن دنیا کا کوئی بھی ذی عقل اس کے فلفے کو قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ دنیا کا کوئی نہ ہب اور قانون کسی بھی انسان اور قوم کے حقوق پامال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ ان حالات میں مظلوموں اور کمزوروں کی امداد و نصرت شیوه انسانی بن جاتا ہے۔ لیکن مغرب اور اس کے حواری عداؤتِ اسلام کی بناء پر انسانی حقوق کی پامالی، بین الاقوامی قوانین کی دھیان بکھیرنے، اقوام متحدہ کے چارٹر کی کھلمن خلاف ورزیوں اور وقار انسانیت کے منافی اصولوں پر کار بند ہو کر دنیا کے امن کو تذہب بالا کرنے پر تلتے ہوئے ہیں۔ لہذا عصری صورت حال میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مخالفین اسلام کی جارحیت کے آگے بند باندھنے کیلئے مسلم امہ متحد ہو کر اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں مشظم و مربوط حکمتِ عملی تیار کرئے تاکہ دنیا سے فساد کا خاتمہ کر کے نہ صرف امہ مسلمہ کو مظالم سے بچایا جاسکے بلکہ دیگر مظلوم اقوام کو بھی ظالم کے پچھے استبداد سے نجات دلا کر دنیا میں امن و امان قائم کیا جاسکے۔

## حوالہ جات و حواشی

۱-Bernard Lewis, the crisis of Islam Holy War and unholy Terror, orion House, London, 2004, P.26,27

- ۲- Ibid, P.32
- ۳- Ibid
- ۴- Karen Armstrong, Holy War the Crusades and their impact on today's world, Anchor Books, New York, 2001, P. xi,xii
- ۵- Ibid, P.vii
- ۶- Karen Armstrong, Muhammad Prophet for Our Time, Harper press, London, 2006, P:17,18
- ۷.i Ibid, P:18
- ۷.ii Huntington, P. Samuel, The clash of civilizations and the Remaking of world order, Rocke Feller center New York, 1997, P: 217
- ۸- مہنامہ ترجمان القرآن۔ ضروری ۲۰۱۰ء، ص:۲۔
- ۹- روزنامہ نوائے وقت، 27 اپریل 2013ء، جلد 73، شمارہ 36، صفحہ: 5۔
- ۱۰- Holy War, P:ix.
- ۱۱- ڈاکٹر ایم اے سلوی، دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار (مترجم محمد بھی خان)۔ نگارشات پبلشرز، لاہور، 2008ء، ص:237۔
- ۱۲- جارج ٹینٹ، CIA دہشت گردی (مترجم محمد احسن بٹ) نگارشات پبلشرز، (لاہور 2007ء، ص: ۳۹۵، ۲۹۶)۔
- ۱۳- News Week, November 29, 2004.
- ۱۴- The Guardian, Decmber 4, 2004.
- ۱۵- www.lefthook.org/interviews/alamchomsky122304.html.
- ۱۶- Ibid
- ۱۷- دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار، ص: 259۔
- ۱۸- Washington Post, November 21, 2004, P:A01.
- ۱۹- سہ ماہی مغرب اور اسلام۔ جلد 10، شمارہ ۱-۲، جنوری دسمبر ۲۰۰۲ء، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی استدیز، اسلام آباد، ص: ۱۰۲۔ (www.peoplesvoiceorg voices پر www.peoplesvoiceorg کے حصہ میں ۲۰۰۲ء نئی نئی پرشائع ہوا)۔
- ۲۰- حوالہ بالا، ص: ۱۰۲، ۱۰۳۔
- ۲۱- دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار، ص: 243۔
- ۲۲- www.progressiveaustin.org/iraqlark.htm

- ۲۳۔ سہ ماہی مغرب اور اسلام (اسلام، بین الاقوامی قانون اور آج کی دنیا، شمارہ ۱۲، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۵۷
- ۲۴۔ پروفیسر ڈاکٹر سیمان بن عبدالرحمٰن الحکیم، اسلام میں انسانی حقوق (مترجم) جامعہ پنجاب لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۵۹، ۲۶۰
- ۲۵۔ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے مصصوم شکار، ص 245
- ۲۶۔ روزنامہ نوائے وقت، ۱۳، مئی ۲۰۱۰ء
- ۲۷۔ روزنامہ نوائے وقت ۳ جون ۲۰۱۰ء، ۲۸۔ روزنامہ نوائے وقت، ۱۲ ارچ ۲۰۱۳ء، ص ۱
- ۲۸۔ ایضاً ص ۸۔ ۲۹۔ سہ ماہی مغرب اور اسلام، ج ۱۰، شمارہ ۱-۲، ص ۱۰۹
- ۳۰۔ پروفیسر ڈاکٹر سیمان بن عبدالرحمٰن الحکیم (مترجم) ڈاکٹر شعیب عنايت اللہ (محکمہ مذہبی امور و اوقاف حکومت پنجاب، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۶)
- ۳۱۔ ۳۲۔ حوالہ سابق، ص ۱۰۸
- ۳۳۔ ہیرلیلیم، صلیبی جنگیں (مترجم) نگارشات، لاہور ۲۰۰۲ء، ص ۸۳
- ۳۴۔ محمد نیغمبر اسلام کی سوانح حیات (مترجم نعیم الدملک) ابو زربیلی کیشنز، (لاہور ۲۰۰۶ء، ص ۲۲۸)
- ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔
- ۳۸۔ Ibid
- ۳۹۔ ۴۰۔ Ibid
- ۴۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۲۰۰۳ء، ص ۱۵
- ۴۲۔ مغرب اور اسلام، جلد ۱، شمارہ ۱-۲، جنوری-Desember ۲۰۰۲ء، ص ۱۰۵
- ۴۳۔ کتاب مقدس، الحکیم متی، باب ۵ آیات ۳۸-۳۹، باہل سوسائٹی لاہور، ص ۸ (اسی قسم کا فرمان اوقاب ب ۶ آیات ۲۷-۳۲ میں صراحت سے موجود ہے)۔
- ۴۴۔ <http://www.counterpunch.org/gray12/52004.html>
- ۴۵۔ ثروت جمال صمعی، دہشت گردی اور مسلمان، انسٹی ٹیوٹ آف پالیس اسٹیڈیز، اسلام آباد، ص ۱۹۸
- Ibid, P: 194-195 ۴۶۔ Holy War, P: 47 ۴۷۔ Ibid ۴۸۔ Ibid ۴۹۔ مغرب اور اسلام، جلد ۱۲، شمارہ ۳، ۲۰۱۱ء، ص ۱۵۰
- ۵۰۔ سہ ماہی مغرب اور اسلام جلد ۱۲، شمارہ ۳، ۲۰۱۱ء، ص ۹، ۸
- ۵۱۔ الجہاد فی الاسلام، ص ۳۶